# اسلامی شریعت

شیخ ابراہیم القطان

۴۔ استصحاب

استصحاب یہ ہے کہ کسی شئے کے بارے میں اس حالت کے مطابق حکم لگایا جائے جو موجودہ وقت سے پہلے موجود تھی۔ حتی کہ کسی دلیل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ حالت اب بدل چکی ہے۔ یا جو حکم ماضی میں ثابت تھا اسی کو حال میں باقی قرار دیا جائے۔

حتی کہ اس کے بدل جانے پر کوئی دلیل قائم ہو جائے۔

چنانچہ اگر مجتہد سے کسی عقد یا تصرف کے حکم کے بارے میں سوال کیا جائے اور اسے قرآن و سنت میں کوئی نص یا دلیل شرعی ایسی نہ ملے جس کا اطلاق اس کے حکم پر کیا جا سکے تو وہ اس اصل کی بنیاد پر کہ اشیاء کی اصل اباحت (جائز ہونا) ہے ' اس عقد یا تصرف کی اباحت (جواز) کا حکم لگائے گا۔ جب کہ اس تغیر پر کوئی دلیل قائم نہ ہوتی ہو۔ چنانچہ اشیاء کی اصل اباحت ہے یعنی ہر چیز مباح ہے الا یہ کہ اس کے غیر مباح ہونے پر کوئی دلیل قائم ہو جائے۔

اشیاء میں اصل اباحت ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

هوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا

(وہی ہے جس نے تمھارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سب)

اسی طرح اور متعدد آیات میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ انسان کے لیے مسخر کر دیا گیا ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے اس کا انسان کے لیے پیدا کیا جانا اور مسخر کیا جانا صرف اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے جب وہ

انسان کے لیے مباح ہو - کیونکہ اگر وہ ممنوع ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ انسان کے لیے نہیں -

استصحاب وہ آخری شرعی دلیل ہے جس کی طرف مجتہد اس مسئلے کا حکم معلوم کرنے کے لیے رجوع کرتا ہے جو اس کے سامنے پیش کیا جائے - یہ استدلال کا وہ طریقہ ہے جس پر انسانوں کی فطرت بنائی گئی ہے ' اور جس پر وہ اپنے تمام تصرفات اور احکام میں عمل کرتے ہیں - مندرجہ ذیل شرعی اصولوں کی بنیاد استصحاب پر رکھی ہے :

اشیاء میں اصل بقا ہے ' یعنی جس حالت میں کوئی چیز تھی اسے اسی حالت میں باقی سمجھا جائے گا حتی کہ اس میں تغیر کا آنا ثابت ہو جائے -

اشیاء میں اصل اباحت ہے

جو یقین سے ثابت ہو وہ شک سے زائل نہیں ہوتا -

انسان میں اصل اس کا ( جرم سے ) بری ہونا ہے اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے -

۲- اسلامی قانون سازی کی خصوصیات کے اس مختصر تعارف ' اور اجتہاد نیز مجتہد کی تفسیر اور زندہ دلائل کی تفصیل کے بعد اب ہم اجتہاد کی ضرورت کی نسبت کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں -

حقیقت یہ ہے کہ اجتہاد کا دروازہ کھلا اور اجتہاد بند نہیں ہوا ' بلکہ وہ جاری ہے ' لیکن اصل مشکل یہ ہے کہ لوگوں کے اندر اسلامی شریعت کی خدمت کا جو جذبہ تھا ' اس میں ٹھہراؤ پیدا ہو گیا ہے - اور ان کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں - ان کے پاک نفس اسلاف نے جو ورثہ چھوڑا تھا وہ اسی پر تکیہ کر کے بیٹھ گئے ہیں -

زمانہ ماضی کی نسبت آج کل اجتہاد کا عمل بہت آسان ہو گیا ہے ' کیونکہ پہلے لوگوں کو ایک ایک حدیث کی طلب یا کسی عالم سے مل کر علم حاصل کرنے یا کسی وقیع کتاب کو دیکھ کر اس کی نقل تیار کرنے کے لیے بعض اوقات ہزاروں میل کا سفر کرنا پڑتا تھا اور اس سلسلے میں سفر کی بے شمار مشکلات اور تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں

لیکن آج کل بے شمار کتابیں اور مصادر سامنے آ گئے ہیں اور ان کا حصول

نہایت آسان ہو گیا ہے۔ تحقیق کے وسائل اس کثرت سے ہماری دسترس میں آ گئے ہیں کہ پہلے اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نیز آمدورفت کی سہولتوں اور مواصلات کے آسان ذرائع مہیا ہو جانے کی وجہ سے دنیا سمٹ گئی ہے اور اس نے ایک گھرانے کی شکل اختیار کی لی ہے۔

اجتہاد ہر دور اور ہر زمانے میں فرض کفایہ ہے' یہاں تک کہ بہت سے علماء اور محققین کی رائے ہے کہ شرعاً" یہ بات جائز نہیں کہ دنیا میں کوئی وقت ایسا آئے جب یہاں کوئی مجتہد قائم حج اللہ موجود ہو جو لوگوں کے سامنے اللہ کے احکامات واضح کرے اور انھیں بتائے کہ ان کے مالک کی طرف سے ان پر کیا نازل ہوا۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ علیہ نے کیا اچھا کہا ہے:

"جس شخص میں غور و فکر کا ذرا سا بھی مادہ موجود ہو اس سے یہ حقیقت مخفی نہیں رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد کو بعد میں آنے والوں کے لیے اتنا آسان بنا دیا ہے کہ پہلے والوں کے لیے اتنا آسان نہ تھا۔ اس لیے کہ قرآن مجید کی تفسیریں مدون ہو چکی ہیں اور اس کثرت سے اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ اسی طرح سنت مطہرہ بھی مدون و مرتب ہو چکی ہے اور امت نے تعدیل' تجریح' تصحیح اور ترجیح جیسے تمام امور کے بارے میں تفصیل سے بحثیں سپرد قلم کی ہیں۔ یہ تمام ذخیرہ اتنی بڑی مقدار میں موجود ہے کہ مجتہدین کی ضرورت سے کہیں زیادہ ہے۔ علمائے سلف کو ایسی مشکل صورت حال کا سامنا تھا کہ انہیں ایک ایک حدیث کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک یا ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جانا پڑتا تھا۔ چنانچہ متقدمین کو اجتہاد کے لئے جتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا' متاخرین کو اتنی مشکلات کا سامنا نہیں۔ ان کے لئے اجتہاد کا عمل بہت آسان ہو گیا ہے۔ کوئی شخص جو صحیح فہم اور متوازن عقل رکھتا ہو اس کے لئے اس حقیقت کا انکار ممکن نہیں"۔

(ارشاد الفحول)

اسی طرح علامہ ابن رشد نے اپنی عظیم کتاب "بدایہ المجتہد" میں لکھا ہے کہ "محنت کرنے والے محقق کے لئے اجتہاد کا فریضہ نہایت آسان اور قابل عمل ہے"۔

(صفحہ ۱۸۴، ۱۸۵، کتاب العرف کا جزو ثانی مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۹۳۹ء)

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:

"ہم نے یہ کتاب اس لئے تصنیف کی ہے تاکہ مجتہد اس فن میں رتبہ اجتہاد تک پہنچ جائے جب کہ اسے علم نحو، لغت اور اصول فقہ کے فن میں اتنی مہارت حاصل ہو چکی ہو جس کا حاصل کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔ اس فن میں اتنی معلومات کافی ہیں جو اس کتاب کی ضخامت کے برابر یا اس سے کچھ کم ہوں۔ جو شخص اس رتبے پر پہنچ جائے اسے فقیہ کہا جاتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ اس نے فقہ کے بہت سے مسائل حفظ کر لئے ہیں، یعنی اتنے جتنے کوئی انسان یاد کر سکتا ہے، جیسا کہ ہم اپنے زمانے کے فقیہوں کو دیکھتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ سب سے بڑا فقیہ وہ شخص ہے جس نے فقہ کے بہت سے مسائل یاد کر رکھے ہوں۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ سب سے بڑا موچی وہ شخص ہے جس کے پاس موزوں کے بہت سے جوڑے ہوں، نہ وہ شخص جو ہر قسم اور ہر سائز کے موزے بنانے پر قادر ہو۔ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جس شخص کے پاس بہت سے موزے ہوں اگر اس کے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کے پاؤں کے مطابق موزہ اس کے ہاں موجود نہ ہو تو وہ مجبور ہو گا کہ اس شخص کے پاس جائے جو ہر سائز کے موزے بنا سکتا ہو، کیونکہ ایسا ہی شخص اس کے پاؤں کے مطابق موزہ بنا سکتا ہے۔ آج کل کے اکثر متفقہ (خود ساختہ فقہاء) حضرات کی مثال ایسی ہی ہے"

ابن رشدؒ وہ عالم اور فلسفی ہیں جو چھٹی صدی ہجری میں اندلس اور مغرب میں رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اجتہاد ضروری ہے۔ اگر اجتہاد اس وقت ممکن تھا تو آج کیوں

ممکن نہیں یا ہمارے زمانے میں تو بے شمار ماخذ و مصادر مجتہدین کی دسترس میں آچکے ہیں اور تحقیق سے متعلق بے شمار وسائل ہمارے سامنے موجود ہیں۔

ایسے مراجع و ماخذ جو ہماری میراث کے خزانوں پر مشتمل ضخیم ثروت کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہیں اور ہماری فقہ جو روشن عربی اسلامی فکر کی نمائندگی کرتی ہے' نیز ہمارے اسلاف نے ہمارے لئے جو قواعد' آراء اور افکار چھوڑے ہیں وہ ہمارے راستے کو منور کر رہے ہیں اور ہمارے لئے بحث و تمحیص اور اجتہاد کی مہم کو آسان بنا رہے ہیں۔ انہی میں سے فقہاء کا یہ قول ہے کہ:

- عقود میں اعتبار مقاصد اور معانی کا ہوتا ہے نہ کہ الفاظ اور مبانی (شکل و صورت) کا۔
- یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔
- قدیم کو اس کی قدیم حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔
- ضرر کبھی بھی قدیم نہیں ہوتا۔
- (انسان کی) اصل ذمہ داری سے بری ہونا ہے۔
- کوئی اجتہاد اپنے جیسے اجتہاد سے کالعدم نہیں ہوتا۔
- مشقت سے آسانی پیدا ہوتی ہے یعنی مشکل آسانی کا سبب بنتی ہے اور تنگی کے وقت کشادگی پیدا کرتی ہے۔ اس اصل سے بہت سے فقہی احکام نکلتے ہیں۔ یہ ایک عظیم اصل (اصول) ہے۔ اسی طرح یہ اصول ہے کہ جب معاملے میں تنگی پیدا ہوتی ہے تو اس میں وسعت آجاتی ہے۔
- اضطرار ممنوعہ چیزوں کو مباح کر دیتا ہے۔
- اضطرار کا تعین اس کی ضرورت کے لحاظ سے کیا جانا چاہئے۔
- جو چیز کسی عذر کے سبب سے جائز قرار پاتی ہو اس عذر کے زائل ہوتے ہی باطل ہو جاتی ہے۔
- ضرر کا ازالہ اسی جیسے ضرر سے نہیں کیا جاتا۔
- مصالح کے حاصل کرنے سے مفاسد کا دور کرنا اولیٰ ہے۔

۔ مجبوری کسی دوسرے کے حق کو زائل نہیں کرتی۔

اس قاعدے سے یہ چیز نکلتی ہے کہ مثلاً اگر کوئی انسان بھوک سے مجبور ہو کر کسی دوسرے کا کھانا کھالے تو اس سے کھانے کی قیمت وصول کی جائے گی۔

۔ عادت ایک محکم چیز ہوتی ہے۔

۔ لوگوں کا استعمال (عرف) حجت ہے اس کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔ اس اصول کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وقت کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں۔

یہ اور اسی طرح کے دوسرے قواعد جن سے کتابیں بھری ہوئی ہیں' یہ سرمایہ ہمارے لئے باعث فخر اور ہماری بحث و تحقیق اور قانون سازی میں ہمارا مددگار ہے۔

دین اس لئے مشروع کیا گیا کہ وہ عبادات اور معاملات میں قوموں کے لئے دستورالعمل ہو۔ جہاں تک عبادات کا تعلق ہے تو ان کے طریقے مقرر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی طرف وحی کی صورت میں نازل فرمائے اور حضور ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائے اور اس کے بعد نسل در نسل نقل ہوتے چلے آئے۔ ان میں کمی یا زیادتی کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ جتنے وہ اپنی پہلی حالت سے مشابہ رہیں گے اپنی حقیقت سے قریب رہیں گے۔

جہاں تک معاملات کا تعلق ہے تو یہ قانونی امور ہیں جو اولین اصولوں کے تابع ہیں۔ ان کے وضع کرنے کا مقصد لوگوں کے مصالح کے درمیان موافقت پیدا کرنا اور ان جھگڑوں کو ختم کرنا ہے جو ان کے درمیان پیدا ہوں۔ تاکہ ان کے مصالح' جان' مال اور آبرو کی نگہداشت ہو اور وہ اللہ کی شریعت کے سائے میں اطمینان و آرام اور عمدگی سے زندگی گزاریں۔

چونکہ یہ مصالح ضرورت کے مطابق اور زمان و مکان کے اختلاف کے باعث تغیر اور تنوع کے شکار ہوتے رہتے ہیں' اسی طرح چونکہ لوگوں کے درمیان نزاع کے اسباب بدلتے رہتے ہیں' اور چونکہ ان تنازعات کی کوئی حد نہیں ہوتی' لہٰذا کوئی شخص یہ نہیں سمجھتا' خصوصاً ہمارے موجودہ زمانے میں' کہ ایسے مقررہ قوانین ہونے چاہئیں

جو ہر زمان و مکان اور ہر قسم کے حالات میں زندگی بسر کرنے والے معاشروں اور قوموں کے لئے موزوں ہوں۔ اور ان میں کبھی کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو۔

لہٰذا یہ چیز قطعی وجوب کا درجہ رکھتی ہے کہ نئے نئے مسائل کا حل دریافت کرنے کے لئے اجتہاد سے کام لیا جائے۔ اور مجتہدین اور بحث و تحقیق کا کام کرنے والے وہ فرائض انجام دیں جن کا تقاضا نئے نئے سامنے آنے والے مسائل اور مشکلات کی کثرت کے باعث پیچیدگی کے حامل موجودہ معاشرے میں زندگی بسر کرنے والے لوگ کر رہے ہیں۔ یعنی ایسی قانون سازی عمل میں آنی چاہئے جس کا تقاضا روح عصر کر رہی ہے۔ اور زمان و مکان کی ضرورتیں علماء کو جس کی طرف کھینچ رہی ہیں۔ تاکہ لوگ یہ جان لیں کہ ہماری روشن شریعت زندہ ہے اور ہر زمانے میں زندہ رہنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ روح عصر کے ساتھ چلنے اور لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے، ان کی خواہشات کو بروئے کار لانے، نیز عدل و احسان کے ساتھ ان کے تنازعات حل کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری شریعت کا دور شباب لوٹ آئے اور یہ معاملات میں اسی طرح مسلمان قوموں کا دستورالعمل بن جائے جیسا کہ پہلے تھی، تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کریں کہ اجتہاد کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم قانون سازی کا کام اہلیت رکھنے والے ایسے محققین کی جماعت کے سپرد کر دیں جنہوں نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے فارغ کر لیا ہو۔ میں جو یہ کہتا ہوں کہ یہ کام کسی فرد کے نہیں بلکہ جماعت کے سپرد کیا جانا چاہئے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ فرد خواہ کتنا بڑا عالم ہو اور فقہ کے فن میں کیسی مہارت کیوں نہ رکھتا ہو وہ معاشرے کی ضرورتوں کو احاطہ نہیں کر سکتا۔

اس جماعت کو چاہئے کہ یہ پوری امت سے متعلق، اس کی حاجت کے مطابق، لازمی قانون سازی کے لئے اپنے آپ کو بحث اور نقد و نظر کے لئے فارغ کر لے۔ یہ قانون سازی دین حنیف کے اصول اولیہ کے مطابق ہونی چاہئے۔ یعنی دین الفطری اصیل اور معاشرے کی روح کے مطابق ہونی چاہئے۔

اگر ہم مسلمان اس ضمن میں کچھ بھی پیش رفت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہماری شریعت غرا' دیگر تمام قوانین کی جگہ لے لے گی۔ اور روشن دل و دماغ رکھنے والے مخلص لوگوں کی خدمات کے باعث اپنی موجودہ عظمت و جلال پر ایک نیا جلال اور ایک نئی عظمت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

مخلص لوگوں کی یہ جماعت کیسے تشکیل پذیر ہو سکتی ہے' اور کیسے اسے منظم و مجتمع کیا جا سکتا ہے' یہ تمام امور ایسے ہیں جن کے لئے باقاعدہ مطالعہ' بحث و گفتگو اور تنظیم کی ضرورت ہے۔ استاذ حسن احمد الخطیب اپنی وقیع کتاب "فقہ الاسلام" میں کہتے ہیں (صفحات ۲۶۱' ۲۶۳)

> "اوپر کے بیان سے یہ معلوم ہو گیا کہ اسلام میں اجتہاد اور تقلید کا کیا حکم ہے' اور یہ کہ قوی اور راجح رائے کے مطابق یہ بات جائز نہیں کہ مسلمانوں پر کوئی وقت ایسا آئے جو اجتہاد سے خالی ہو۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ صاحب الشریعہ صلوۃ اللہ والسلام علیہ اور آپؐ کے صحابہؓ اور تابعینؒ اور ان کے بعد جو ائمہ' حکام' قاضی اور علماء پیدا ہوئے ان سب نے عوام کے مسائل حل کرنے میں اجتہاد سے کام لیا۔"

چنانچہ مصر اور تمام ممالک اسلامیہ میں رہنے والے علمائے مسلمین میں سے میرے بھائیو اور میری قوم کے لوگو! اپنی شریعت کی مدد کرو اور اس مقصد کے لئے کعبہ کے مخلص محافظوں کی طرح اٹھ کھڑے ہو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو گہری نظر سے جائزہ لینے کی جو عقلی صلاحیتیں عطا کی ہیں' علم و عرفان اور ہدایت کے نور سے منور جو پاکیزہ قلوب عطا کئے ہیں' انہیں لے کر اٹھ کھڑے ہو' اور اپنے سلف صالح کی پیروی کرو جو جانتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق قیامت تک اسلامی شریعت کا باقی رہنا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ایسے مشروع اجتہاد سے کام لیا جائے جس میں شریعت قیمہ کے اصولوں اور دین حنیف کے قواعد کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہو۔ یہ نہ کہو کہ ہمارے اسلاف اجتہاد کی جو اہلیت رکھتے تھے ہم اس تک نہیں پہنچتے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے بڑے علماء کے لئے اجتہاد سے ڈرنے کا کوئی معقول عذر

موجود نہیں ' کیونکہ امام غزالیؒ اور امام ابن قیمؒ نے اجتہاد کے دروازے چوپٹ کھول دیے ہیں۔

جہاں تک بلاد اسلامیہ کی حکومتوں کا تعلق ہے ' اور ان میں سر فہرست مصر کی حکومت ہے تو جس فریضے کی بجا آوری ہمارے علماء کے لیے ضروری ہے ' اسی فریضے کی بجا آوری ان کے لیے بھی ضروری ہے ۔ یعنی اس عظیم مقصد کا حصول اور اس صحیح رائے کا نفاذ جس کی تمنا امت کے صالح اور عالم باعمل لوگ اتنے عرصے سے کر رہے ہیں ۔ اسلامی فقہ کی ایک مستقل مجلس یا ادارے کا قیام جس کے ارکان اسلامی مذاہب کے ائمہ اور تمام اسلامی ممالک کے علماء اور وضعی قانون کے ایسے ممتاز ماہرین میں سے لئے جائیں جو اسلامی شریعت کی قدر اور اس کے اسرار و رموز سے آگاہ ہوں ۔ ایسے لوگ الحمد للہ امت میں بہت ہیں ۔

میری تجویز یہ ہے کہ ان کے سپرد دو کام کیے جانے چاہئیں :

۱۔ مختلف مذاہب کے مطابق اسلامی فقہ کی ترتیب اور اسے تمام بحثوں کے ساتھ مرتب و منظم دفعات کی صورت میں جمع کرنا ۔

۲ ۔ معاملات ' حوادث اور وقائع سے متعلق جن احکام کی ضرورت ہے انہیں مقرر کرنے کیلئے تحقیق و بحث اور پوری کوشش بروئے کار لانا ۔

اس طرح ہر اسلامی حکومت کے لیے یہ ممکن ہو جائے گا کہ جب وہ اپنے ملک کے قوانین وضع کرے ' یا ان میں سے کسی قانون کو بدلنا چاہے تو اس فقہی اجتہادی ادارے نے جو قوانین وضع کیے ہوں ان سے فائدہ اٹھائے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھی توفیق سے نوازیں ' اور شریعت کی خوبیوں اور محاسن کے بارے میں ہمیں حسن نظر ' اعتبار اور بصیرت عطا فرمائیں ۔ وہ بڑا ہی عزت والا مسئول (جس سے مانگا جائے) اور عظیم موصول (جس سے امید رکھی جائے ) ہے!

۳ ۔ میں اپنی گفتگو کو اسی بات پر ختم کرتا ہوں جس سے میں نے آغاز کیا تھا ' اور وہ یہ کہ اسلام انسانی عالمی عمومی دین ہے ۔ یہ تمام امتوں سے خطاب

کرتا ہے - یہ جنس یا رنگ یا زبان کی بنیاد پر قوموں میں انسانی اخوت کے دامن میں پناہ لے جسے چاہے اور جب چاہے!

وما ارسلناک الا کافہ للناس بشیرا و نذیرا

(ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر پوری انسانیت کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا -)

چودہ سو سال ہوئے کہ قرآن مجید نے اس دعوت عام کا اعلان کیا - اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین اور ان کے صالح پیرو کاروں نے ابتدائے اسلام میں اس دعوت کا اعلان کیا - تاریخ ہجری کی ایک دو چوتھائی صدی نہیں گزری تھی کہ اس اسلامی انسانی دعوت کی صداقت پر مختلف انواع کی شہادتیں قائم ہو گئیں - چنانچہ تمام اقوام اور نسلوں کے لوگ اسلام کے قریب آ گئے۔

اسلام کی عمومیت پر یہ ایک علمی شہادت ہے اور یہ ایسی شہادت ہے جس میں اسلام ایک منفرد مقام رکھتا ہے - یہ ایسی شہادت ہے جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو حاصل نہیں -

یہ انسانیت کا خاصہ ہے جو اسلام کی گہرائی میں باقی ہے - اسی کے ذریعہ وہ موجودہ تہذیب کا سامنا کر رہا ہے ' جیسا کہ اس سے پہلے اولین ادوار کی تہذیبوں کا مقابلہ کیا تھا - یہ وہ رنگ ہے جس میں اسلامی تہذیبیں رنگی ہوئی تھیں - یہ وہ چیز ہے جس کے باعث تاریخ عالم چھٹی صدی عیسوی سے لے کر پندرھویں صدی عیسوی تک اسلامی فکر اور اسلامی آداب کی تاریخ شمار ہوتی ہے - اس کے بعد یہ دونوں تاریخیں الگ الگ نہیں ہوئیں' اس لئے کہ اسلام کا یہ خاصہ کئی صدی تک اس کے ساتھ رہا - لیکن بعد میں یہ دونوں تاریخیں الگ الگ ہو گئیں اس لئے کہ مسلمان ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے اور ان میں لقب اور نام کے سوا کوئی چیز ایسی نہ رہی جسے اسلامی کہا جا سکے -

چنانچہ اس وقت اسلام کو دو ایسے اہم مسائل کا سامنا ہے جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ' نہ ان کے حل میں تاخیر روا رکھی جا سکتی ہے - ان میں سے ایک تو

غیر اقوام کی للچائی ہوئی نظروں سے اپنا تحفظ کرتا ہے ' اور دوسرے ترقی اور پیش رفت کے وسائل حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔

جو قوم اس زمانے میں پیش رفت اور ترقی کے وسائل سے اغماض برتتی ہے وہ اپنی ذات کا بھی دفاع کر سکے۔

اس وقت غیر اقوام مسلمانوں کے خلاف جو منصوبے بنا رہی ہیں ' وہ بہت سے ہیں اور اپنی قوت اور اہمیت کے لحاظ سے مختلف درجوں کے ہیں:

ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا تعلق صرف سیادت و سیاست ' نیز ملکی وسائل کے سرچشموں پر تسلط اور زرعی ' صنعتی ' تجارتی وسائل اور ان سے فائدہ اٹھانے کے ذرائع پر تسلط حاصل کرنے سے ہے۔

ان کے علاوہ کچھ منصوبے ایسے ہیں جن کا تعلق سیادت و سیاست اور ان کے ذیلی امور سے آگے بڑھ کر عقائد ' اخلاق و عادات ' اجتماعی نظم و نسق پر قبضہ کرنا ہے - یہ استعمار کی عام قسموں سے بڑھ کر شرانگیز ہیں۔

استعمار عربی اور اسلامی ممالک سے صرف ظاہری طور پر نکلا ہے ' ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اخلاق ' ثقافت ' نظام تعلیم و اقتصاد اور قوانین کے دائرے میں ابھی تک اسی کا دور دورہ ہے۔

ان تمام خطرات کا تقاضا یہ ہے کہ امت مسلمہ کی تمام قومیں اس کے مقابلے کے لیے آپس میں تعاون کریں تاکہ یہ تمام خطرات جو ہماری صفوں میں آگھسے ہیں اور تعلیم یافتہ اور مہذب لوگوں کی عقلوں میں جم کر رہ گئے ہیں ' انھیں دور کیا جا سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ زمانے مین عالم اسلام کو ایسے خطرات کا سامنا ہے جن کا تقاضا ہے کہ ان کے مقابلے کے لیے مشترکہ کوششیں بروئے کار لائی جائیں۔


## آسان علم میراث

تقسیم وراثت کے حوالے سے مولانا آس محمد سعیدی صاحب کی کتاب شائع ہوگئی ہے

ناشر مکتبہ حسنیہ نزد سبزی منڈی' بیرون ملتانی گیٹ بہاول پور


یا ایھا الذین امنو اکتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ☆